UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222966

UNIVERSAL
LIBRARY

ماشاء الله لا قوة الا بالله

بتوفیق ناظم دیوان ملک سخن پردازی نتائج افکار خادمان بادشاه اقلیم معنی طرازی

دیوان اول

[illegible]

باهتمام محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور تربیت یافته خدمت استاد معظم محمد مصطفی خان مغفور

در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۸۸ مطبوع گردید

۲
۱۲۱۶
1902
...CKED. 195...
Checked

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو بیانِ وصفِ نورِ حضرتِ سبحان ہوا
مطلعِ شمس و قمر یاں مطلعِ دیوان ہوا

تیرے جلوے سے ہوئی آرائشِ کون و مکان
مہر سے تا ذرہ تیرے نور سے رخشان ہوا

منعکس جسمیں ہوا نورِ تجلی ہی ترا
صورتِ آئینہ اوس سے جو رخِ خوبان ہوا

خاکساری جسنے کوچے کی تری کی اختیار
گرچہ تھا ذرہ نمط پر نیّرِ تابان ہوا

پڑ گئی تیری نگاہِ [illegible] الطاف کی
رو دیا شبنم نے ڈر سے گل ہر اک خندان ہوا

شان قہاری ہے تیری نار دوزخ بنگئی
لطف سے تیرے مرتب روضۂ رضوان ہوا

نالہ اوسکا نغمۂ گل سے ہوا دلچسپ تر
جو کوئی گلشن کا تیرے بلبل نالان ہوا

سرکشی کی جسنے تیرے حکم سے ناری ہوا
جنتی ہے وہ جو تیرا تابع فرمان ہوا

کسطرح دولہ نہ تو ہووے جہانگیر ایکبار
حال پر تیرے جو فضل ایزد منان ہوا

کیا وصف لکھون فخر عرب شاہ عجم کا
مقبول خدا کا ہے وہ شافع ہے امم کا

دستور عمل ہے ترے اخلاق کا قرآن
کشاف بیان ہے ترے اسرار قدم کا

وہ عدل زمانہ مین ہوا آپکا ظاہر
جو گرگ نگہبان ہے غزالان حرم کا

جس جا پہ وہ ہو عرش سے وہ جا ہے مقابل
وہ رتبۂ عالی ہے ترے نقش قدم کا

تھے جتنے رسل انجم افلاک ہدایت
مخفی ہوے جب شمس ترے نور کرم کا

کھلتا ہے وساطت سے تری سر الٰہی
جلوہ ہے ترے [illegible] مین اسرار قدم کا

ہمسر ہی علم گر علمِ کا کہکشان سے
تو مہر ہی پرچم ترے لشکر کے علم کا

کوچے کی ہوا سے ترے جو ہی تر و تازہ
جنت کا نہ طالب ہی نہ وہ باغ ارم کا

دولہ ابھی بینا ہو تری چشم ارادت
گر کحل جو اُبھر سے ملے اوس خاک قدم کا

ہی جلوہ ہر نگولے میں جو یون طاؤس صبا کا
ہی مٹی دا غدارونکی غبار اپنے بیابان کا

مہیب اس تبہ ہی ہر شر ریان داغ سوزانکا
کہ جسکی ڈر سے زہرہ آب ہی مُہر درخشان کا

ہی محبہ وحشی میں باقی وحشت مردمان بھی
کہ اپنی خاک سرمہ بنتی ہی چشم غزالان کا

چلی جاتی ہی مخلوق اوسطرف بڑھتیا ہجوم
الٰہی مرکز عالم مگر کوچہ ہی جانان کا

فضا ہی لامکانمیں کیون نہ چرخ اوڑتا پھرے سو
دھوان اوسمین گھٹا عشاق کی ہی آہ سوزانکا

خیال مصحف رخسار پر نور اپنے ہی دل میں
کہ ہی تاریک تربت مین چمکتا نور ایمان کا

گمان ہی خال [illegible] عشانی عارض کا
تمہا کا مشتری کا مہر کا ماہ درخشان کا

غزل ایک اور بہی انداز کی دولہ سنا پڑھکر
کہ جسپر مورد تحسین ہو تو ہر اک سخندان کا

عبث ہی ساتھ پھرنا غیر کے اوس شاہ خوبان کا
گدا کا ہر زہ گردی ہی ہنر اور عیب سلطان کا

مساوی ہوئگا لطف شہ اپنی رعیت پر
برابر مہر تابان کے ہی ہر ذرہ بیابان کا

قمر کیطرح کب منت کش خورشید احسان ہین
نہین لیتے ہین عالی طبع سر پر بار احسان کا

رعایت اونکی لازم ہی ہوتے ہین عہد پیمان جو
خلاف وعدہ فرمانا نہین ہی کام انسان کا

رہیگا علم کی نعمت سے گر محروم دنیا مین
نہین انسان وہ ہی ہم رتبہ کہیئے اوسکو حیوان کا

نکیون وہ شاہ خوبان تمکنت کو کام فرمائے
سبک وضعی سے گھٹ جاتا ہی اکثر رعب شاہان کا

نہ کیونکر بیمروت ہو خراب آباد تن اپنا
ہوا ہی صرف ہمت عشق مین اونکی دل و جان کا

اگر مشغول سلطان ہوئے اپنے عیش و عشرت مین
خبر گیران بھلا پھر کون ہووے ملک ویران کا

اگر منظور رہووے دین دنیا کی جہانگیری
تو دستور العمل [illegible] دستور شاہان کا

نظر سے ہی جو مخفی آفتاب اوس روی انور کا
تو شام ہجر مین پیدا ہی فتنہ صبح محشر کا

مرے سر کے تلے سے نزع مین زانو نہ تو سرکا
ہی تکیہ زندگی کا جان تیکیہ مرے سر کا

چھٹا بعد از فنا کوچہ مری مٹی سے دلبر کا
کرون اب دیدۂ تر کا گلہ یا باد صرصر کا

حباب بحر عنبر کا ہی نقشہ دیدۂ تر کا
رکھا مو باف آنکھون پر جو اوس زلف معنبر کا

جنون مین سست پا دونون مرے ہین شکل فوارہ
کرون شکوہ مین نوک خار کا یا نوک نشتر کا

سمجھتا ہو نہین در دیدہ نگہ لڑتی ہی غیرون سے
کہ مین بھی دیکھنے والا ہون چشم بندہ پرور کا

تری میلی کچیلی سر کی ٹوپی گر میسر ہو
نہین اسمین سر مو فرق ہوا افسر مرے سر کا

پریرویونکی تصویرین نہان ہین پیش نظرون مین
ہی فانوس خیالی کا سا نقشہ سر کے چکر کا

عصا مژگان کا لیکر ہاتھ مین تا چشم آتا ہی
بیان کیا ضعف ہو اب دل بیمار مضطر کا

نہین نے آہ سوزانکی مرے دریا ہوا آتش
پر سرخاب پر دہوکا ہوا بال سمندر کا

جو وحشی کیطرح چھپتے ہی ہر جگہ نکلے
مگر ہی کہربا دیوانہ تیرے خط اخضر کا

تیرے منہ دیکھنے کے آئینہ کو دیکھہ پایا ہی
نہین ہو جب اتنا تھرتھرانا بادِ صرصر کا

ابھی خاموش مت ہو پڑھہ غزل اک اور بھی ولہ
کہ باقی اور بھی مضمون ابھی ہی غم کے دفتر کا

اوسے صد کہان ہی آفتابِ روزِ محشر کا
کہ زیرِ عرش مسکن ہی امیرِ عدل گستر کا

قمر کھوتا نہین ہرگز پریشانی کواکب کی
نہووے اہلِ آتش سے ہرگز ضبط لشکر کا

کیا ہی تجربہ یہ مار اور طاؤس کی صورت
وہ ہی مقبولِ عالم جو کہ ہی دشمن ستمگر کا

سکونت مفسدونکی رخنہ اندازِ قلمرو ہی
فسادِ خون سے رخنہ ہووے گر مین نوکِ نشتر کا

نہین ہی حادثاتِ دہر سے صدمہ اوسے ہرگز
خدا حافظ نگہبان ہی امیرِ خلق پرور کا

کہان مخلوق کو ہی فائدہ شاہِ خود آرا سے
کرے کب خلق مین پیاسون کی قطرہ آبِ گوہر کا

گھٹانا نورِ انجم کا بڑھانا رونقِ ذرہ
پسند آیا یہ دستور العمل خورشیدِ انور کا

یہ نکلا اوس سے کیجے پرورش سب خاکسارونکی
نہ باقی رکھے گا [illegible] سرکش نے [illegible] کا

جہانگیری ملیگی دین و دنیا کی اُسے دولہ
دل و جان سے ہو تابع جو قانون پیمبر کا

غیر کے گھر کبھی تو جا کے نہ سویا ہوتا
جا بجا سے ترا سکا نہ دوپٹا ہوتا

مین اسیری مین تہِ دام جو تڑپا ہوتا
دست صیاد کا پران وہین ٹوٹا ہوتا

نیمجان خون مین کیون صید تڑپتا ہوتا
قتل کرنیکا جو قاتل کو سلیقا ہوتا

گدگدایا جو وہان غیر کو یان دل تڑپا
اس دبی آگ کو تمنے نہ کریدا ہوتا

کیون وہ پھر جاتا مجھے دیکھکے سوتا شبکو
بخت خوابیدہ مرا کاشکے چونکا ہوتا

عکس سرخی بدن سے وہین ہو جاتے لعل
ہار گوہر کا اگر یار نے پہنا ہوتا

روشنی اور ہی اور نور بصارت ہی کچھ اور
ورنہ خورشید بھی اک دیدۂ بینا ہوتا

پاس اوس شوخ کے سب سکے او ہو دار آنے
کاش قاصد کی عوض مجھکو ہی بھیجا ہوتا

خلد مین کہتے ہین آتی طالب عنب
جام کوثر کی عوض ساغر صہبا ہوتا

خشک رہتے تھے جو مرے دیدۂ تر بہتر تھا
ایک پل شدت گریہ سے نہین فرصت ہی
تیرا دیوان بھی فرہنگ جہانگیری ہی

خوف رسوائی سے دق یار نہ اتنا ہوتا
ورنہ رونیکا رقم یاس نسے مچلکا ہوتا
کشف منعلق مین ہی تجھسا کوئی پیدا ہوتا

حل اشکال مین دولہ تو ہی سر دفتر خلق
کیونکر اس فن کا ترے سر پہ نہ سہرا ہوتا

بوسہ جو لیا خواب مین اک غنچہ دہن کا
جسطرح گل تازہ کھلی باغ ارم مین
گاتی ہی دوپٹہ کی بندھی بال پریشان
جون غنچہ ہی ہر لحظہ اوسے اور ترقی
بنکر وہ بگولا سا پھرے لاکھ طرح پہ
ہی چادر مہتاب بھی پھولونکی سی چادر

داغون مین ہی عالم مرے گلہای چمن کا
اب بھی تو یہ عالم ہی مرے داغ کہن کا
دل کیون نہو مفتون ترے بیساختہ پن کا
جوبن ہی بلا جوش پہ اوس رشک چمن کا
ملنے کا نہیں قیس کو [illegible] بن کا
ہی رنگ بھرا انکھون مین ترے گل سے بدن کا

مو باف تری کاکل مشکین کا جو ہی سرخ
دل خون نہ کیون شک سے ہو مشک ختن کا

چھوٹی ہوئی مہندی جو ترے پاؤن کی ہاتھ آئے
ہوتا ہی تدارک ابھی یان دلکی جلن کا

قطعہ

وعدہ تو مقرر یہ مرا تجھسے ہوا تھا
خیر تیرے نہ عاشق ہون کسی غنچہ دہن کا

معذور ہون گر بھولے سے ہو وعدہ خلافی
ہون دیکھنے والا مین تجھی وعدہ شکن کا

آلودۂ خون ہی خلش خار کیصورت
ہر آبلہ مین رنگ ہی گلہای چمن کا

نکہت جہانگیر ہو دولہ تری کیون کر
ہی تجھمین رچا رنگ عروسان چمن کا

یان ہجر مین محشر دل مائل نے دکھایا
کانون سے جو سنتے تھے سو اس دل نے دکھایا

مجنون کا اوٹھا پردۂ ہستی دھر اور آہ
آنچل نہ اوسے صاحب محمل نے دکھایا

ہم روتے رہے دیکھ اپنی اس [illegible] تی کو
گرد اپنے جو ہالہ مہ کامل نے دکھایا

سرگشتہ ہوے ہم نہ کھلا زلف کا عقدہ
کیا پیچ اب اس عقدۂ مشکل نے دکھایا

تجھ کو ہوا زخم جگر سے مرض سل
جب زخم جگر آپ کے بسمل نے دکھایا

جون ریگ رواں بادیہ پیمائی ہی تا عمر
منہ ہمکو نہ آسایش منزل نے دکھایا

کب اہل سخاوت ہوے تقدیر کے بن فیض
ہم سمجھے لب خشک جو سائل نے دکھایا

گھونگھٹ سے عیاں صاف ہو اوس یار کا جلوہ
عینک کا مزہ پردہ حائل نے دکھایا

اوس زلف کی تاثیر سے آنسو ہیں سیہ پوش
سامان الم اشک کی محفل نے دکھایا

دولہ یہ غزل ہمنے سنائی تو خجل ہو
دیوان نہ پھر عاقل و غافل نے دکھایا

احوال جگر سوز جو اس دل نے دکھایا
غنچے کو نہ منہ اپنا عنادل نے دکھایا

داغ اوس رخ پر نور کا جب دل نے دکھایا
پھر نور نہ اپنا مہ کامل نے دکھایا

ہی تیغ تری جادۂ میدان شہادت
رستہ یہ ہمیں مرشد کامل نے دکھایا

افسانہ سمجھکر وہ اوسے سنکے ہی سوتا
آرام اُسے شور سلاسل نے دکھایا

ق
کہتا تھا یہی قیس مری راہ فنا آج
کھوئی ہوئی غم لیلی غافل نے دکھایا

آنا جو نتھا یاں تو مجھے کہہ دیا ہوتا
رستہ مجھے کیوں جسب صبا محمل نے دکھایا

گرداب اجل زخم جگر بسکے ہی نزدیک
یہ آب بقا خنجر قاتل نے دکھایا

اب زخم جگر چشمہ ہی اک آب بقا کا
لذت زیست کا سامان مرض سل نے دکھایا

کل تمنے جو گھڑکا تا تو غیرت کے سبب سے
منہ اپنا نہ پھر عاشق بیدل نے دکھایا

اوس گل کی جو فرقت میں سنا نالہ دلکا
غنچون کو نہ منہ اپنا عنادل نے دکھایا

ہی طرفہ شب وہ شائق جام شراب تھا
گردش ہی جسکی چشم کی عالم خراب تھا

روتی سے تیرے ہوتا نہ طوفان کیونکر بپا
ہر قطرہ اشک کا مری رشک سحاب کا

تھا تذکرہ ترے عرق منفعل کا رات
شرمندگی سے پانی سے پتلا گلاب تھا

نام خدا ہین وہ دُرِ دندانِ آبدار | گوہر صدف مین جنکی ندامت سے آب تھا

تیزی سی جو نشانِ قدم تک نہین عیان | توسن ہماری عمر کا صرصر شتاب تھا

تحقیق جب کیا تو نتھا کچھ سوای وہم | بحر جہان بھی واقعی گویا حباب تھا

شانہ کیا جو غیر نے وان زلفِ یار مین | سنبل کیطرح دلکو یہان پیچ و تاب تھا

جون خار دلمین تھی مژہ یار کی خلش | فرقت مین اوسکی سانس بھی لینا عذاب تھا

وہ یار جانتا ہے مری پاکدامنی | آئینہ پر کھلا مرا عیب و صواب تھا

اوسکا خیال جو دلِ حیران مین تھا مرے | آئینہ نورِ عکس سے یان فیضیاب تھا

یون وصل مین وہ کرنے لگے عذرِ ہجر کا | شکوہ نہین ہے دہر کا اک انقلاب تھا

فرصت ندی زمانے نے ملنے کی آپ سے | مجبور تھے ہم اسکا بہت کچھ حجاب تھا

ہوئیگا حشر میرا شہیدون مین یان جوان | مقتولِ الفت خلفِ بوتراب تھا

دو ولہ غزل سناؤ اسیطرح ایک اور | شائق تمہارے شعر کا ہر شیخ و شاب تھا

جلوہ نما جو بام پہ وہ بے حجاب تھا
نظروں مین آج مثلِ سُہا آفتاب تھا

شب کو جوان تھے صبح مبدل شباب تھا
سمجھے سوادِ مو کو کہ رنگِ خضاب تھا

خیرہ تھی چشم اپنی ہی وہ بے حجاب تھا
افراطِ نورِ یار کے رخ کا نقاب تھا

کیا روزِ وصل حاجتِ خوشبوی و عطر تھی
ہمکو پسینا یار کا عطرِ گلاب تھا

حسنِ ملیح نے نمکین کر دیا مجھے
سوزِ فراقِ یار سے دل جو کباب تھا

دامن مین تھی بہارِ گلستانِ بیخزان
آنکھون سے ہجر مین جو روان خونِ ناب تھا

اوڑتے جو آج آئے پرِ مرغِ نامہ بر
پاس اوسکے کیا یہی مرے خط کا جواب تھا

تھی چاندنی سے بڑھکے ترے گھر کی چاندنی
پاپوش کا ستارہ تری ماہتاب تھا

اب تیرے رخ کے آگے برص کا سا داغ ہے
کہتے ہین لوگ آگے یہی آفتاب تھا

پرتو فگن جو بحر مین تھا عکسِ شمعِ ساق
روشن بسان قمقمہ ہر اک حباب تھا

عاشق سمجھکے مارا مقیشی تونے گیند
اے ماہ حق مین غیر کے تیرِ شہاب تھا

دلکو جو میرے توڑ دیا ہے یہ جاے شکر
نزدیک یار یہ ورق انتخاب تھا

غائب ہوا نہ دیدۂ عالم سے ایک پل
حیرت فزاے خلق میں مرا اضطراب تھا

غصے کو پیکے رہ گئے تم کیا سبب ہوا
شب میرے حال پہ جو نہ قہر و عتاب تھا

گن گن کے گالیاں مجھے دیتے جو لاکھ بار
کرتا شمار ایک جو میں کیا حساب تھا

مخدوم ہونگا خادمین غلمان و حور کا
میں خادم جناب رسالت مآب تھا

دولہ غزل اک اور بہ تبدیل بحر کہہ
اسکا ہر ایک شعر تو جام شراب تھا

غرق اوسکی چاہ میں اپنا دل بیتاب تھا
حلقۂ چاہ ذقن بھی حلقۂ گرداب تھا

جو سمایا دل میں شب وہ غیرت مہتاب تھا
داغ روشن سے بدن پر خلعت کمخواب تھا

اجنبی ناواقف و بیگانہ اب لکھتے ہیں وہ
محرم راز دلی آگے مرا القاب تھا

بال دھو کر جبکہ جھاڑا اوسنے اپنی زلف کو
جو اوڑا قطرہ وہاں [illegible] تاب تھا

قطرۂ اشک آنکھ سی گر کر ملا مٹی مین آہ — تھی جگہ آنکھون مین جب تک گوہر نایاب تھا

رکھتے ہی زخم جگر مثل کتان تھے چاک چاک — مرہم زنگار گویا پنبۂ مہتاب تھا

گہ نظر تھی میری مہ پر گاہ روی یار پر — ب جسنے رکھا سر مری زانو پہ محو خواب تھا

پارہ پارہ ہو کے آہ آتشین سے اڑ گیا — کاسۂ چرخ برین کیا کاسۂ سیماب تھا

غارت ابلیس جنس بگینا ہی ہو گئی — گو رہین آنکھین کھلین دنیا مین محو خواب تھا

خالی ہاتہ آیا ہون منزل مین الہی کیا کرون — لٹ گیا رستی مین میرے ساتہ جو اسباب تھا

روشنی مین شمع سے لپٹے دوپٹے مین رہے — بی تکلف ہونی کو کیا کیا یہ دل بیتاب تھا

وا ہی محرومی کہ تیرے اور اوسکے درمیان — بیحجابی مین حجاب چادر مہتاب تھا

اب بدلکر قافیہ اک اور بھی پڑھیے غزل
بسکہ مدت سی یہی دولہ تمہارا داب تھا

جلوہ آرا بل[illegible] غیرت شمشاد تھا — جون بگولا رشک سے جو سرو تھا برباد تھا

اوسکے خنجر سے ہماری ہوگئی مٹی عزیز
ہون مفید خلق مین جو کشتۂ فولاد تھا

حلقۂ چشم غزالان حلقہ ہای دام تھے
قیس وحشی کے لیے صحرا بھی اک صیاد تھا

یار و گل کب ہاتھ آتے دیکھنا ممکن نہ تھا
باغ حسن یار گویا جنت شداد تھا

اوسنے مار خلق کو اور کچھ مسیحائی نہ کی
قالب عیسی مریم مین دل جلاد تھا

میرے خون گرم کے لگتے ہی بالکل تھاہ تھی
پیشتر تا گردن آب خنجر جلاد تھا

زلف کے سودے مین تھا دیوان سودا کا سبق
عشق خط مین آگے طوطی نامہ فرفریاد تھا

دیکھکر جالی کی ٹوپی اوسکی مرغ دل پھنسا
کیون نہ پھنستا سر پہ پھولدام جو صیاد تھا

قتل کرنا عاشقون کا اک قدیمی رسم ہے
چھوڑ جانا نیمجان یہ آپکا ایجاد تھا

ملگجے کپڑے کھلی چولی چھٹی لب کی مسی
تیرا وہ انداز بگڑا کیا بلا بیداد تھا

دیکھکر چین جبین بانی نی بھی چین مان لی
صورت تصویر حیران مو بمو بہزاد تھا

تار آہن سے سیا ہر اک دہان زخم کو
انکے وارستے سے [illegible] نالہ و فریاد تھا

نغمۂ شادی کوئی سمجھا کوئی صوت بکا
مثل نے لب پر میرے اک نعرۂ فریاد تھا

ق

کچھ نہ عالم پر کھلا ہرگز مرا رنج و سرور
یہ نہ سمجھا کوئی مجکو شاد یا ناشاد تھا

وحشت کو جا کر جو دیکھا قیس کا تھا وان عمل
کوہ کی جب لی خبر وان قبضۂ فرہاد تھا

بحر کو مسکن حباب بحر کو خیمہ کیا
کیا نئی جاگیر لی مین بھی تو اک استاد تھا

ہے جہانگیر اسلیے نام اوسکا ساری خلق مین
گھر عروس دہر کا دولہ سے جو آباد تھا

کہتا ہے نہ دل اوس بت بے پیر سے اوجھا
ناصح مرا دل اس تری تقریر سے اوجھا

دل یار کی جو زلف گرہ گیر سے اوجھا
سودائی تھا اچھا ہوا زنجیر سے اوجھا

زنجیرہ ہر سطر ہے زنجیر سے کے مانند
دل نامۂ دلدار کی تحریر سے اوجھا

ابرو کی محبت نہین اچھی کبھی اے دل
وہ قتل ہوا صاف جو شمشیر سے اوجھا

کوٹھے پہ کھڑے بال [illegible]تے ہین وہ یعنی
لیجے دل عالم اسی تدبیر سے اوجھا

دل ہی جو گرفتار تری چین جبین کا
اس دام مین مین خوبی تقدیر سے اوجھا

سفاک ذرا کھینچیو تو اسکو سمجھکر
اک تار رگ جان ہی ترے تیر سے اوجھا

بالاے فلک ماہ سے ہالہ یہ پڑی اوس
ہالہ جو کلی کی تری زنجیر سے اوجھا

صد چاک ہوا یان دل سودا زدہ اپنا
شانہ جو وہان زلف گرہ گیر سے اوجھا

صد شکر خدا ہاتہ رکھا دوش پہ میرے
جب پاپچہ پاپی بت بے پیر سے اوجھا

دولہ تو وہ ہی صاف چھٹا خلق خدا سے
اک رشتۂ اخلاق جہانگیر سے اوجھا

تصور مین جو خندۂ یار تھا
تو رونے سے ہر گل پہ سروکار تھا

بجے کیون نہ سنبل مری قبر پر
تری زلف کا مین گرفتار تھا

مرے پاس سے اوٹھ گیا آہ تو
تجھے اسقدر پاس اغیار تھا

جھکا ایک عالم کا مقتل مین سر
لیے ہاتہ مین تو جو تلوار تھا

اب اک شوخ کے بس مین مجبور ہون ۔۔ کبھی اپنے دل کا مین مختار تھا

تھا نوکِ مژہ پر مرے لختِ دل ۔۔ یہ منصور تھا وہ سر دار تھا

پڑی چشمِ مسگون سے جسپر نگاہ ۔۔ مئ بیخودی سے وہ سرشار تھا

ق

عجب کچھ یہ نیرنگئ دہر ہے ۔۔ وہ اپنا تھا غیرون سے بیزار تھا

اور اغیار سے اب ہی اتنا ملاپ ۔۔ کہ مدت کا گویا دلی یار تھا

غزل وہ پڑھے ہے بہ تبدیل بحر
کہ وہ کل سے مشتاق اشعار تھا

آنے کا رات بھر جو ترے انتظار تھا ۔۔ آنکھون نے حشر کر دیا غم در کنار تھا

کہتے ہین آج یاس سے اوسکا ہوا وصال ۔۔ ایجان کل جو وصل کا امیدوار تھا

کنگھی اوگی ہی بعد فنا خاک سے مری ۔۔ مین بسکہ محو زینت گیسوی یار تھا

پیرایہ سہا گلابی کفن ہوا ۔۔ لب کا ترے شہید مین ای گلعذار تھا

مین نے ملی جو خواب مین آنکھ اوسکے پانو پر
اللہ رے نازکی کہ سحر کو فگار تھا

اوس سے شب وصال مین مصروف عیش تھی
تھا انبساط روح کو دلکو قرار تھا

ٹھنڈی ہوا سے سو گئے ہم اور وہ گھر گیا
جھوکا نسیم صبح کا ناسازگار تھا

آتا ہی کب وہ وعدہ فراموش سچ ہے یہ
جھوٹا ہی اوسکے آنے کا قول و قرار تھا

یان خون ٹپکا آنکھوں سے عین انتظار مین
آلودہ جو حنا سے وہان پای یار تھا

لکھون بدلکے بحر غزل اور طور کی
از بس فراق یار سے مین بیقرار تھا

رونق افزا یان جو شب وہ ماہ پر انوار تھا
مطلع خورشید محشر روزن دیوار تھا

دل لیا تھا جب تو کیا کیا قول و اقرار تھے
بوسہ جب مانگا تو بالکل بر سر انکار تھا

خط نہ نکلا تھا تو یہ تھی چاہنے والونکی چاہ
خود فروشی کے سبب وہ گل سر بازار تھا

چاہ پر اوسکی نہ بھولو چلتی پھرتی چھانو نے
آج ہی غیرونکا وہ جو کل ہمارا یار تھا

دل اڑا یا تھا جانکر بھولا جسے وہ شوخ و شنگ
فتنہ تھا مکار تھا غدار تھا عیار تھا

وصل کی شب جو مصیبت تھی بیان کیا کیجیے
جسقدر یان شوق تھا اوتنا ہی ان انکار تھا

تیرے وحشی پر گمان آیا ہی کیون نہو
شکل آہی جزو تن صحرا کا اک اک خار تھا

تم خفا مجسے ہوے اچھا ہوا بہتر ہوا
مین بھی تو ہرجائی پن سے آپکے بیزار تھا

تیری خاطر پاؤن لوگونکے اب پڑتے ہین ہم
جن پہ ٹھوکر مارنے سے ہمکو ننگ و عار تھا

اشک کے بدلے ہین لخت دل ہماری چشم مین
اب صدف مین لعل ہین آگے دُر شہوار تھا

چوڑیون مین ہی پسند اول جہانگیری ہی تھی
جن دنون دولہ سی اوس پردہ نشین کو پیار تھا

وہ تو ٹک چہرہ دکھا کر گھر کے اندر ہوگیا
جسنے دیکھا ہوش اوسکا سر سے باہر ہوگیا

کہہ تو دشمن کب سے تیرا یہ بد اختر ہوگیا
در پی ایذا جو تو اے چرخ اخضر ہوگیا

دل یہ بولا اوسکے صدقے جب مرا سر ہوگیا
رتبہ یہ حاصل سمجھے اللہ اکبر ہوگیا

داغ دل ہر ایک سوزان شکل اخگر ہو گیا
اک جہان دیوانہ اوس رشک پری پر ہو گیا

کس طرح نکلے نہ ہر دم منہ سے آہ پر شرر
آتش ہجران سے اپنا سینہ مجمر ہو گیا

چشم میگون ہی کی گردش سے ہر اک سرشار تھا
خانۂ خمار گویا یار کا گھر ہو گیا

درد و غم رنج و الم آہ و فغان سوز و شتاب
کشور دل میں یہ کیسا جمع لشکر ہو گیا

ہر اوٹھانے سے تری اے آہ آتشبار آہ
آگ میں اپنا مکان مثل سمندر ہو گیا

وہ جو جلتا ہی تو اب سب کا ہی یہ جیب سوال
ہمکو بتلا آشنا تیرا وہ کیونکر ہو گیا

دور گردون سے پڑا پھرتا ہون گن دشتین حباب
اوٹھ گیا ساقی معطل دور ساغر ہو گیا

اوسکو مقبول بنانا اسقدر دولہ کا ہے
کان کا آویزہ سنکر شکل گوہر ہو گیا

ہمخواب میرے ساتھ جو وہ نازنین ہوا
اپنا پسینا عطر گل یاسمن ہوا

اب گھر تمہارا غیرت خلد برین ہوا
فی النار جب سے ہو گئے رقیب لعین ہوا

جبریل کے بھی جلتے ہین پر اب یقین ہوا
بام مکان یار بھی عرش برین ہوا

سیلا ہی لالہ داغ بدل گل دریدہ جیب
گل خوردہ تیرا دفن جو زیر زمین ہوا

کھائے ہین غم مین اوس گل رخسار کے جو گل
اپنا بدن بھی غیرت خلد برین ہوا

وہ پھر گیا ہی جیسے کبھی آشنا نہ تھا
اقرار ورنہ کونسا ہمسے نہین ہوا

پروین کیطرح نظم اوسکی ہی پر فروغ
جو انوری کا میری طرح خوشہ چین ہوا

آغوش مین جو آج کوئی سبز پوش ہی
انگشتری کا اپنی زمرد نگین ہوا

ق

مست کہ اپنے گھر تھا وہ غیرون کے گھر نہ تھا
کیا اس سے فائدہ مجھے اگر ہمنشین ہوا

میرا وصال اوسکے تصور مین ہو گیا
مجھ تک نہ آیا میری بلا سے کہین ہوا

دولہ نہ کیونکہ تو ہو جہانگیر فن شعر
مصروف اسطرف کو جو تجھسا ذہین ہوا

کب جدا ہی مجھسے دلبر کب مین دلبر سے جدا
ہو نہ گوہر آب سی اور آب گوہر سے جدا

روح تن سے جان بدن سے ہوش ہی سر سے جدا
کیا کشاکش مین پہنسا ہون جیب دبر سے جدا

ہو گئی برباد مٹی ملگیا مین خاک مین
جب ہوا نقش قدم کیطرح اوس در سے جدا

حشر مین کسکی گریبان گیر ہوگی یا خدا
کیون ہوئی خاک اپنی دامان ستمگر سے جدا

کیا ہی طالع کا ستارہ ہی نحوست مین کہ
ہوگیا وہ ماہ جب جیسے مجہ بداختر سے جدا

لخت دل آگے چلا پیچہے روان ہی فوج اشک
ہو نہین سکتا یہ لشکر اپنے افسر سے جدا

جاگنے سے غیر کے ہمدم کہین کیا رات بہر
ہمکو وہ تر سے جدا اور اونکو ہم تر سے جدا

جوش پر ہی چشم تر وحشت نہ لیجا سوی دشت
موسم بارش مین ہم ہون کسطرح گہر سے جدا

ق

کب بچی جب بحر شور افزا مین اک طفل غریق
ہو تلاطم مین کہین سست شناور سے جدا

پائے وہ قعر جہنم مین جگہ اپنی وہان
یان ہو جسکا ہاتہ دامان پیمبر سے جدا

گرچہ ہی کم فرصتی دولہ غزل کہہ اور بہی
اندنون از بس ہی تو شوخ ستمگر سے جدا

ہی دُرِ دندان کو چشمک آب گوہر سے جدا
ہمسری مین اسطرف کا دش ہی اختر سے جدا

خاک اپنی ہوگئی جو کوئی دلبر سے جدا
دیدۂ تر سے جدا شکوہ ہی صرصر سے جدا

ہی گل فردوس کا سا رنگ ہر اک داغ مین
ہوگیا ہون جب سے مین اک حور پیکر سے جدا

آتش دل نے کیا ہی خشک سیل اشک کو
کب تھا یون وبال اپنے دیدۂ تر سے جدا

اوسکے ہر ہر گام پر سو سو طرح کا ناز ہے
جلوۂ قامت ہی کچھ سرو صنوبر سے جدا

روشنی شمع طور آنکھون مین اپنی ہی سیاہ
ہوگیا مین آہ کس ماہ منور سے جدا

اوس لب جانبخش کو دونون سے ہی رنج و خلش
آب حیوان سے جدا اور آب کوثر سے جدا

سرگذشت اوسنے نہ پوچھی یہ ہوس دل مین رہی
کردیا قاتل نے یون ہی سر کو خنجر سے جدا

فتنۂ قامت سے اوسکے ہی قیامت بے فروغ
خاک مین ملتا ہی محشر اوسکی ٹھوکر سے جدا

وصل کی شب ای موذن بن چھری اپنا گلا
ہوگیا آوازہ اللہ اکبر سے جدا

کہتی ہی چڑیا او مین انگیا کی کہین اوڑ جاونگی
ورنہ رکھنا ہاتھ تم اس مرغ پر سے جدا

حضرت دل ہل گئی اوسنے کیا منا ہی آج
وہ خضاب بیٹھے جدا ہین تم مکدر سے جدا

اوس رخ زیبا سے ابھی اپنی طبیعت پھر گئی
دل بھی کالا ہو گیا زلف معنبر سے جدا

آہ نیند آئے چھپرکھٹ پر اکیلے کس طرح
مین کبھی سویا نہین پہلوی دلبر سے جدا

ق
وصل کی کس شب گلے سے اتکو بھری دلا
دونون جانب ہوتے ہین سیا ہاں جو دن بھر سے جدا

شانہ و پان و مسی عطر و سرمہ ہار پھول
وان جدا ہین تم معطر عود و عنبر سے جدا

ق
وصل مین کہکر ہم آغوشی سے میری تنگ وہ
یون لگے کہنے تو ہو جا میرے بستر سے جدا

ہو گئی کپڑونکے ٹکمے سے تھک گیا سارا بدن
اور پسینا بہ گیا پانوون تلک سر سے جدا

جیمین جی پاتے نہین لگ جاتی آگ اس پیار کو
کوستا ہی دل مرا اب تجکو اندر سے جدا

خواب مین بھی اب سے ہم صورت نہ دیکھینگے تری
مونہہ چھپا کر دور بیٹھینگے ترے در سے جدا

پاس رہنے سے مرے سوجھی ہین تجکو مستیان
اس محلہ دور گھر لون مین ترے گھر سے جدا

مین وہ ناقص ہون کہ فیض کامل استاد سے
ہی سخن ندرت مین اپنا سخنور سے جدا

پھول لے لیتے ہین آپس مین تبرک کیطرح	بعد شادی سہرا دولھا کے ہو جب سر سے جدا

ربط سے اوس سنگدل کے دلکو دولہ تو بچا
شیشۂ نازک ہی رکھیے اوسکو پتھر سے جدا

کوئی وعدہ نہ وفا تجھسے مری جان دیکھا	قول و اقرار و قسم اور ترا پیمان دیکھا
ہمنے آئینے مین عکسِ لبِ جانان دیکھا	جون گہر آب مین یان لعلِ بدخشان دیکھا
چار آنکھین تری جس سے ہوئین ای آینہ رو	صاف جون چشمۂ عینک اوسے حیران دیکھا
کیسا تڑپا دلِ ناشاد بسانِ بسمل	زیبِ زخمِ جگر اوسکا جو نہ پیکان دیکھا
اب گلی تک ہی ولے گذریگا سر سے دم مین	آبِ شمشیر سے آتا ہوا طوفان دیکھا
تو مرے بعد سے گیا مر گیا مین جیتے جی	عالمِ مرگ ترے ہجر مین ای جان دیکھا
جلوہ گر اشکِ خیالِ رخِ پرنور سے ہی	دامنِ صبح بنا دامنِ مژگان دیکھا
ضعفِ دل سے مرے بستر پہ ہم آکر ای وای	نہ تو زندان کو گئے اور نہ بیابان دیکھا

دق ہوا اوسے ملنے کی وہ تہمت رکھکر … کیون دلا اوس بت عیار کا بہتان دیکھا
جسکو زر تار وہ کنٹھے نظر آئے اوسنے … اک ہلال اوسکے گریبان مین نمایان دیکھا
بنگیا آنکے وہ بے سر و سامان خود ہی … مجکو جس شخص نے یون بے سر و سامان دیکھا

اک غزل اور بھی پر درد سناؤ دولہ
ہمنے اس بزم مین تمسا نہ سخندان دیکھا

زیر خط جسنے ترا چاہ زنخدان دیکھا … اوسنے ظلمات مین اک چشمۂ حیوان دیکھا
زلف مین چاند سا اوسکا رخ تابان دیکھا … لیلۃ القدر ملی نور درخشان دیکھا
اب بہم ہو کہ ہوئی صبح قیامت بھی نمود … اوسکا رستہ بہت اے دیدۂ حیران دیکھا
صورت مہر کہ ہر ماہ نئے برج مین جاے … روز اک تازہ جگہ آپ کو مہمان دیکھا
کی روان تیغ ستم اپنے سیہ بختون پر … تجکو اے شعلۂ برق لب خندان دیکھا
خوف سے بال کھڑے ہو گئے تن پر اوسکے … مجکو سنبل نے جو بحال پریشان دیکھا

اپنے دامن سے کیے اشک مرے پاک اونسے | اپنے رونے کا اثر دیدۂ گریان دیکھا

میری جانب سے کیا تمنے جو پتھر دل کو | بیمروت نہ کوئی تمسا مرے جان دیکھا

خط سیہ پوش ہوا حسن کے ماتم مین ترے | صورت غمزدہ کاکل کو پریشان دیکھا

یاد مین اوس گل رخسار کی ہر نالے سے | عالم زمزمۂ مرغ خوش الحان دیکھا

آگ دامن سے لگی ہم پھرے مانند غبار | تب بھی سر پر نہ ترا سایۂ دامان دیکھا

دھجیان اوڑ گئین لاکھون ہی گریبانو نکی | شکل گل جبکہ مرا چاک گریبان دیکھا

سرو پامال ہوے سبزۂ خوابیدہ صفت | باغ مین تجکو جو اے سرو خرامان دیکھا

نہ سنا کان مین کچھ اوسکی سفارش کرتے | پیچ مین لا نا ترا کاکل پیچان دیکھا

بستر خار پہ لوٹا ہون بسرعت ماہی | تن مین پیوستہ دلا خار مغیلان دیکھا

ہوا اوس عیار کو رنجش وہ غزل پڑھ دولہ
دور افلاک مین تجسا نہ غزلخوان دیکھا

جب جیسے اک حور کا ہمنے رخ تابان دیکھا
دلکو خالی تری الفت سے مرے حیران دیکھا

جون سہا جس سے ہویدا روپ ترا رخ ہمنے
فلکِ حسن کا وہ مہر درخشان دیکھا

مطلقاً مجکو تری زلف کا سودا نرہا
جب جیسے اک حور کا گیسوی پریشان دیکھا

نہین خواہش کہ گریبانکو ترے مس کیجے
ہاتہ مین اپنے اب اک اور ہی دامان دیکھا

روبرو جسکے تبسم ہی ترا خندۂ زخم
باغِ خوبی کا وہ ہمنے گل خندان دیکھا

دیکھہ تو ڈوبے ہی چاہ خجالت مین جسے
وہ پر از آبِ بقا چاہِ زنخدان دیکھا

ہے تصور ترے خط کا بھی مضر جون نگاہ
جلوہ وہ آینۂ دل مین نمایان دیکھا

اوسکے اخلاق و عنایات و وفا کے باعث
اپنے دلکو تری الفت سے پشیمان دیکھا

سب مجھسے وحشت نے کہا یون کہ طوافِ حرمین
میرے باعث سے ملا کیون مرا احسان دیکھا

مرقدِ حضرتِ مجنون و جنابِ فرہاد
تب نظر آئی کہ جب کوہ و بیابان دیکھا

اوسکی بد وضعی کا شکوہ نکرے کیون دولہ
ایسا ہندو کوئی [illegible] نہ مسلمان دیکھا

پھر بہ مین ہگیا دل دیوانہ ٹوٹ کر
اوسکا بندہا جو غیر سے یارانہ ٹوٹ کر

پھر بن سکیگا کب دل دیوانہ ٹوٹ کر
مشکل سے یہ بنا تھا پرنجیانہ ٹوٹ کر

اے چشم تو شکست نہ دے دُرِ اشک کو
کب ہو درست گوہر یکدانہ ٹوٹ کر

عشق اپنا کہلگیا جو ہٹے بے سرِ پلک کے ہم
تارِ جنون کہلا سرِ دیوانہ ٹوٹ کر

کیا کیا نہ رشک یان دلِ صد چاک کو ہوا
کاکل مین رہگیا جو وہان شانہ ٹوٹ کر

گر تارِ آہ آہ کا ہمسے نہ ٹوٹتا
غیرون کے پاس شوخ وہ جاتا نہ ٹوٹ کر

امواجِ غم سے کشورِ دل ہو رہی خراب
دریا بہا ہی جانب ویرانہ ٹوٹ کر

ہمراہِ اشک گل کے مژہ گر پڑی ہین یون
گرجا ہی جیسے خوشۂ صد دانہ ٹوٹ کر

آنکہو مین یان نہ گریۂ سرشار تھم سکا
مے گر پڑی زمین پہ جو پیمانہ ٹوٹ کر

فانوسِ شیشہ ہوگئی سنگین حصار اوسے
صد پارہ ہوگیا سرِ پروانہ ٹوٹ کر

الفت بتون سے گئی اب ہی خدا کی یاد
تعمیر کعبہ ہوگیا بتخانہ ٹوٹ کر

دوله خراب دل ہوا افسوس اسطرح
ملجای خاک مین یه پہنچا نه ٹوٹ کر

ابتو مقابله ہی رخ و زلف یار مین
ہی فصل کا مباحثه لیل و نہار مین

ممکن نہین ہی فصل رخ و زلف یار مین
کب انفصال ہو سکے لیل و نہار مین

جسکو غرض ہو جای وه طوبی کی چھانو مین
بیٹھا ہون مین تو سایه دیوار یار مین

جس قافله مین ساته ہو محمل نشین مرا
لیلی وہان کہان ہو شمار و قطار مین

مشہور تو ہین وامق و فرہاد و قیس و نل
مجھسا نہین ہی ایک بھی ان تین چار مین

اوس سنگدل کو ہی وہی غماض گو یہان
جلائی پھڑک کے جان نکل انتظار مین

قاصد جو پھر کے آئی تو پھر تن مین جان آئی
مرتا جواب نامه سے ہون انتظار مین

بیہوش کرتا ہی ترا کہنا یه ناز سے
مجکو نه چھیڑ نیند کے ہون مین خمار مین

خورشید کیطرح مین سراپا ہون ایک داغ
داغونکی اور جا نہین اس جسم زار مین

ایذا ہی سانپون سے مدام اہل فیض کو	پتھر لگاتے ہین شجر میوہ دار مین

دولہ غزل اک اور سنا اس زمین مین
باقی ہو جوش بھی تو دل بیقرار مین

ہی محو خلق عشق رخ و زلف یار مین	پابند ہی جہان اسی لیل و نہار مین
نکلا ہی لالہ داغ بدل گل دریدہ جیب	برسا ہی آسمان سے جنون اس بہار مین
مژگان پہ ہی جو لخت دل و اشک کا ہجوم	چھڑیان بنائین پھول نے ہین خار مین
پابند عشق آنکھ سے دیکھین تو ہو یقین	مضمون رباعی کا ہی رقم خط یار مین
اسکا نہ خوف کر کہ تجھے لونگا بر مین تنگ	ہلنے کی تاب بھی تو نہین جسم زار مین
تاریک شب مین چین سے آتی ہی جو نیند	آرام ہی تصور زلف نگار مین
تلوون لگی وہ آگ کہ سر سے نکل گئی	مہندی ملی جو غیر نے وان پای یار مین
کیونکر کہون نہ مہ فلک حسن اوسے کہ ہی	نشان ہلال ناخن انگشت یار مین

نام خدا جو تیزی ہی تیری نگاہ مین
دیکھی وہ تیغ مین نہ وہ پانی کٹار مین

کوچے مین اپنے لوٹنے دے مت اوٹھا مجھے
فرق اس سے آئیگا مرے عز و وقار مین

دولہ کا رنگ فیض جہانگیر ایسا ہی
باقی نہین ہی فرق خزان و بہار مین

وہ بھی کیا دن تھے جدا ہوتے نہ تھے اک دم کہین
گردش افلاک سے اب تم کہین اور ہم کہین

تھم رہین یارب اپنے دیدۂ پرنم کہین
کم نہو دنیا سے آب یہ چشمۂ زمزم کہین

غم نہ کھا ای دل کہ دنیا کا یہی قانون ہی
نغمۂ شادی کہین ہی نالۂ ماتم کہین

اب یہ عالم ہی کہ اک عالم کا جی قربان ہی
او بت کافر نہ دیکھا تیرا سا عالم کہین

گو پریشان کرتے میری صرصر آہ اک جہان
ہو نہ وہ زلف معنبر درہم و برہم کہین

ظالم و بیرحم دنیا مین نہین گر آپ سا
صابر و شاکر زیادہ مجھسے ہوگا کم کہین

غنچہ سان خون جگر پی پی کے رہتے ہین مدام
شکل گل ہو جاے ٹکڑے دل جو ہو خرم کہین

عمر کے مانند ہر دم ہمسے رم ہی یار کو — جو گھڑی بھولے ہرن کر دیکھ لے یہ رم کہین

اوسکی پستان پر جو پھیرا ہاتہ وہ کہنے لگا — محرمون پر ڈالتے ہین ہاتہ نامحرم کہین

اسمین ہین اور بھی دولہ سناؤ اک غزل
آپ کے سے شعر کا دیکھا نہین عالم کہین

کاش وہ آرام جان آئے تو جائے غم کہین — اوسکے آنے کی اگر ٹھہرے تو ٹھہرے دم کہین

آنا یان اوس سرو قامت کا قیامت لائیگا — غیر ممکن ہے اگر بچ جائین جیتے ہم کہین

آگئے دام اجل مین مشکل آ ہی جس گھڑی — پھر کہین دینار رہجائینگے اور درہم کہین

ذات انسان مین خطا ہی رسم آبائی یہ ہی — سہو و نسیان سے نہین خالی کوئی آدم کہین

ہی وہ مطبوع خلائق جو کہ ہی یکتائی ہر — دوسرا ہوتا تو ہوتی قدر جام جم کہین

عقدہای دل بھلا گریے سے اہون کسطرح — ہو سکے تر کھلتی نہین ہی عقد ابریشم کہین

جسطرح بلبل قفس سے چھٹکے پہونچے باغ مین — روح تجہ تک جائیگی قالب سے نکلے دم کہین

بیکسی مین مر گیا تیرا مریضِ ہجر آہ
کچھ کیا احباب نے اوسکا نہ مطلق غم کہین

ہی سیہ پوش آسمان اور خاک پر لوٹی زمین
اسطرح کا ہمنے دیکھا ہی نہین ماتم کہین

وصل مین بھی نہ نکلنے سے اوسکے منین عذر ہون
ایکدم فرصت نہین دیتا ہی مجکو غم کہین

شدت گریہ سے بس آنکھون کے طبقے بہہ گئے
ابتو رونے سے تھکے یہ دیدۂ پرنم کہین

ضبط مین دولہ کو جتنے ہین جہانگیری کے فن
ذہن کا سا اوسکے دیکھا ہی نہین عالم کہین

وہ نہین اپنا کہا کرتے ہین
ہای ہم اسپہ مرا کرتے ہین

قدح زہر پیا کرتے ہین
اپنی کیا خوب بُوا کرتے ہین

ظلم اوس بت کے سہا کرتے ہین
اسپہ بھی شکرِ خدا کرتے ہین

آپ کو ہم تو دعا کرتے ہین
آپ پھر ہم سے دغا کرتے ہین

کرکے ہم سوزنِ مژگان کا خیال
زخم سینے کے سیا کرتے ہین

کیون نہ کرسی کو ہلا دیتے ہم
نالۂ عرش رسا کرتے ہین

ہی جو اوس چاہ ذقن پر سبزہ
خضر وان پانی بھرا کرتے ہین

عرض مطلب پہ وہ کہتے ہین ہمیں
ایسی بہتیرے بکا کرتے ہین

یاد مین زلف و رخ جانان کی
نالہ ہر صبح و مسا کرتے ہین

ق

کبھی مشرق مین کبھی مغرب مین
ڈہونڈھتے تجکو پھرا کرتے ہین

ہر روش نکہت گل کے مانند
بے پر و بال اڑا کرتے ہین

وصل مین خاک خوشی ہو دولہ
رات بھر ہمسے لڑا کرتے ہین

دیدار جلوۂ قد رعنا نصیب ہو
مجکو بھی سیر عالم بالا نصیب ہو

بیٹھین جو اوسکے در پہ تو ہو عرش پر دماغ
یارب ہمین یہ رتبۂ اعلی نصیب ہو

مجسے ملیگا آپ کہ وہ خود بخود اگر
کوئی اوسے نہ چاہنے والا نصیب ہو

ہیہات اوسکے ہاتہہ مین غیرونکا ہاتہ ہو
آنکھون سے ہمکو پانون نہ ملنا نصیب ہو

عکس اپنا میرا دیکھکے آئینے مین کہا
دیوانہ کس پری کو تجہ ایسا نصیب ہو

بلبل کو گل کی چاہ ہی قمری کو سرو کی
یہ مجھکو تیرے عشق کا دعوی نصیب ہو

جون نخل بارور ہی تمنا کہ خلق کو
ہو سب مجھسے فیض گو مجھے ایذا نصیب ہو

زانو پہ سر ہو غیر کے اور ہوئے جھلا
عشاق کا جو یہ ہوئے تو ایسا نصیب ہو

مانند گرد باد پھرون خاک چھانتا
مجھکو ہوای دامن صحرا نصیب ہو

گرمی سے تیری دلپہ جو چھالے ہون شمع
ہر آبلہ کو اک ید بیضا نصیب ہو

پڑھ دے غزل اک اور بھی دولہ کہ یون تجھے
محفل مین شعر سبکو سنانا نصیب ہو

ہی آرزو کہ یار سے ملنا نصیب ہو
ملنا نصیب ہوئے تو تنہا نصیب ہو

سایہ ہمین جو زلف دوتا کا نصیب ہو
راحت نہ زیر سایہ طوبی نصیب ہو

ہمخواب اوس سے مجکو بھی ہونا نصیب ہو
اس بخت خفتہ کو جو نہ سونا نصیب ہو

مشتاق میری دید کے مردم ہوں تا بہ قاف
گر نام مجکو صورت عنقا نصیب ہو

جو خاکسار در پہ ترے بیٹھے پھر اوسے
نقش قدم کیطرح نہ اوٹھنا نصیب ہو

یارب کسیطرح سے بہم ہوں وہاں زخم
کرنا کبھی نہ یارہ کا شکوا نصیب ہو

جاتے ہیں ابتو خنجر قاتل کے سامنے
ہونا جو کچھ کہ مجھپہ ہو سو یا نصیب ہو

ق

اس انکسار پر ترے سہتا ہوں کیا ستم
پھر بھی یہ ہے دعا مرا ایسا نصیب ہو

ہیں منتوں سے تجکو منایا کروں مجھے
تیری اوٹھانی رنجش بیجا نصیب ہو

حاجت نہیں ہے اور سے ملنے کی کچھ تجھے
دولہ سا جبکہ چاہنے والا نصیب ہو

ملنے کی مجھے یار سے فرصت نہیں ملتی
اے مرگ ٹھہر جا ابھی رخصت نہیں ملتی

کچھ پیرہن یار کی نکہت نہیں ملتی
یوسف کی ہمیں اپنے بشارت نہیں ملتی

زر دار سے دنیا کی بضاعت نہین ملتی
گنجینۂ خورشید سے دولت نہین ملتی

ہی ہر نفس اک درِ نفیس ای دلِ نادان
یہ جنس گران ہی کہ بقیمت نہین ملتی

یاں ہمسے تجھے ہر پل ہی چتون کے اشارے
یا آنکھ بھی اب محوِ شرارت نہین ملتی

ہم دل پہ لیے داغِ جنون جاتے ہین آخر
کچھ اور نشانی دمِ رخصت نہین ملتی

کی جان فدا ہمنے اور افسوس کہ ہمکو
کوچے مین ترے جاے تربت نہین ملتی

کس کام کا گر ہو کے دیا تونے ترش رو
ای لب شکر اس سے تو مین لذت نہین ملتی

دیتا ہی وہ اک بوسۂ شیرین عوضِ دل
یہ جنس ہمین کچھ بکفایت نہین ملتی

زنجیر ترے ہاتھ سے پہنونگا گلے مین
گر سلسلۂ زلف مین بیعت نہین ملتی

مت جان دے اوس بت پہ دلا بہر خدا تو
کیا تجھکو کوئی دوسری صورت نہین ملتی

اب آنکھ ملانے کا نہین پاے سے یارا
دل اوس سے ملا جس سے طبیعت نہین ملتی

ق

اونسے جو کسینے کہا کشتے کو تمھارے
اس کوچے مین جاے بھی تربت نہین ملتی

ہو کر وہ خفا کہنے لگے مر دے تو در گور
نہ زندون کو یہان جائے اقامت نہین ملتی

اوس غیرت عیسی کے جو غم مین ہین گرفتار
دولہ مجھے مرنے کی بھی فرصت نہین ملتی

جب عارض گلگون ہمین جانان نے دکھائے
خجلت سے نہ گل اپنے گلستان نے دکھائے

جون سبزۂ خوابیدہ ہوئے سرو بھی پامال
انداز یہ اوس سرو خرامان نے دکھائے

ہارو نمین ہوا صرف کسی شاخ چمن کے
کیا لطف ہمین تار گریبان نے دکھائے

جان کندنی اعضا شکنی بیکلی او سوز
سامان یہ قضا کے شب ہجران نے دکھائے

گہ سانپ کا دہوکا ہوا گہ سنبل تر کا
کیا پیچ تری کاکل پیچان نے دکھائے

جون ظلمت شب آنکھو مین عالم ہوا تاریک
کیا روز سیہ زلف پریشان نے دکھائے

سودا زدۂ عشق کا سودا نہوا کم
نشتر اوسے سو خار بیابان نے دکھائے

دولہ تو جہانگیر ہوا فضل خدا سے
کیا عیش تجھے حضرت سبحان نے دکھائے

چاہت کو جو میری پا گیا ہے
ہر بات پہ اب وہ روٹھتا ہی

تو جو کبھی دل کو بھا گیا ہی
معلوم نہین کہ کیا بلا ہی

پامال جفا جو تو ہی ای دل
اچھا ہی یہی تری سزا ہی

پہلو سے یہ کون اوٹھ چلا ہی
جو سینے مین شور مچ رہا ہی

کیون تو ہی اوداس چشم پرآب
کچھ کہہ تو دلا یہ کیا ہوا ہی

اغیار کو ہو وصال دائم
محروم ہون مین یہ کب روا ہی

کسنے تجھے یہ جفا سکھائے
تو کہنے سے کسکے یون خفا ہی

دولہ نہ ہو کس طرح جہانگیر
اوسکو تو حمایت خدا ہی

جو وصل مین مرا سر ترے پانون پڑ لگے
دوا پھر اور ہی دفع درد بنے لگے

مثال سرمہ تری خاک در اگر نہ لگے
تو اضطراب یہ ہو انکھ تا سحر نہ لگے

وہ دیکھہ لیتے ہین عکس اپنے تل کا جای سپند ❊ کہ چشم آینہ کی بھی ہمین نظر نہ لگے

بھلا یہ آتش رنگ حنا بجھاے کون ❊ جو آپ کی کف پا سے یہ چشم تر نہ لگے

کہے تو جاتے ہو آتا ہون ایک لمحے مین ❊ گھڑی کے بدلے کہین آپکو پہر نہ لگے

عجب نہین دم مردن بھی خون خوف سے خشک ❊ خدا کے روبرو جاتے ہین کیونکہ ڈر نہ لگے

کبھی نہ آتش محشر کا شعلہ یون بھڑکے ❊ جو باد فتنۂ دامان فتنہ گر نہ لگے

طمع نے گھیرا ہی کندن سا رنگ دیکھہ اوسکا ❊ یہ دل تو کہتا تھا مجکو ہوای زر نہ لگے

سہے وہ سبز قدم سرخرو نہووے کبھی ❊ حنا تری سر انگشت سے اگر نہ لگے

جو بہر تکیہ ملے سنگ آستان ترا ❊ الٰہی بالش پر سے کبھی یہ سر نہ لگے

خجل ہون کسطرح پازیب سے تری انجم ❊ جو تیرے پانون کی خلخال مین قمر نہ لگے

نگاہ اور بھی گردش سے چشم کی ہی تیز ❊ کہ تیغ تیز نہووے جو سان پر نہ لگے

وہ تیرے گھر سے نکالا گیا جو شب تری ❊ عجب نہین ترے وحشی کا دل جو گھر نہ لگے

نہ تیرے زلف کے سودا کا ہو سکا ہو کم
رگ جنون پہ جو مژگان کا نیشتر نہ لگے

نہ دسترس ہو جو اوس سرو قد کی پیشانی پر
ہمارے نخل تمنا مین پھر ثمر نہ لگے

جھلک بھی اوسکی جو آئے نظر یہ کیا ممکن
قلق سے چاک مرا ہونے کیون جگر نہ لگے

سوار بھی نہین ہوتا ہی یون وہ پردہ نشین
سراچہ شوخ کے جبتک کہ پیش در نہ لگے

جو لب بلب نہ شکر لب وہ ہووے دو کہ سے
تو اضطراب یہ ہو آنکھ تا سحر نہ لگے

جان لب پر آ گئی فرقت مین گھبرا چکے
اب وہ آئین یا نہ آئین ہم تو جی سے جا چکے

ناروا انداز و ادا کو کام تم فرما چکے
کھولکر بند قبا لپٹ جاو بہت ترسا چکے

اوسکے آنیکی نہ ٹھہری سو طرح غم کھا چکے
جان ہی جائے کہین قصہ مٹے جھگڑا چکے

انتظار راہ اوسکا عبث اے دل ہی بس وہ آ چکے
خط جو بھیجے تھے جواب صاف قاصد لا چکے

کھینچکر آہین منغص اوسکو کر دیتا ہی تو
یار کو سو بار اے دل ہم منا کر لا چکے

پھاڑ کر کپڑے سب چلے صحرا کو ہم وحشت زدہ — نکہت گل کی طرح ہم پھر کے گھر کو آ چکے

جب اک بوسہ ہی تم دو اور نہ اک دشنام دو — دل تمھین کیونکر ملے اور اوسکی قیمت کیا چکے

مجکو طعنہ اور مدہ وے یون ہے ملنے کا دیا — مین بھی اب کچھ عرض کر لون آپ تو فرما چکے

تھا حجاب عشق مانع ورنہ شب کو وصل مین — ہاتھ اون پانون تلک سو بار ہم پہنچا چکے

دم اولٹتا ہی مرا رخ سے اولٹ دیجیے نقاب — بیحجابی سے تسلی کیجیے شرما چکے

اپنے اس دیوانہ پن سے دل نہ باز آیا کبھی — قید زندان مین رکھا زنجیر تک پہنا چکے

جون قفس صد چاک دل ہی حسرت پرواز سے — مرغ گل کا شاخ گل سے ہم قفس لٹکا چکے

وصل کی شب ہی کف پا اپنے سہلاتے تو وہ — ہجر مین ہمسے کف افسوس تو ملوا چکے

ہای اوس گل نے نہ کی اس دل کی چاک پر نظر — زخم کھائے تن پہ لاکھون سیکڑون گل کھا چکے

ناتوانی کا بہانہ کہہ گیا کہ موت کا — ق — وان کے رہ جانیکو ہم تو سو نگ لاکھون لا چکے

اوسنے پرسے ہنسے نہ ہمکو وان دیا کیا کیجیے — پانون کس کسطرح اوسکے در پہ ہم پھیلا چکے

صید معنی کوئی دولہ اپنے ہاتھ آتا نہین
توسن فکر اپنا اس میدان مین ہم دوڑا چکے

یہ کس گلرو نے کھولی باغ مین زلف معنبر ہی
کہ جسکی بوی دلکش سے گلستان سب معطر ہی

کھینچی ہی ہتی جو اوسپر صورت رخسار انور کی
تو رشک صفحۂ خورشید اپنے دل کا دفتر ہی

ہماری خاک سے گو آینہ تک صاف ہوتا ہی
مگر وہ آینہ رو کچھ زیادہ تر مکدر رہی

ملا لین لیلی و مجنون کی تصویرین بہم ہم تم
نہ وہ تیری مقابل ہی نہ وہ میرے برابر ہی

سراپا داغ کھائے ہین تن عریان یہ جو ہمنے
بدن پر ہی یہی خلعت یہی بس سر پہ افسر ہی

جو قاتل آیا بھی مقتل مین تو مجھسے کہتا ہی
سرک جا پاس سے میرے ہاتھ مین خونخوار خنجر ہی

کہان ہی کہکشان کو موتیون کی مانگ سے نسبت
کہ وہ بد رنگ و کج اک کوڑیالا سانپ اژدر ہی

وفور سوز سے ہی چشم گلخن اور نگہ شعلہ
ہی انگارہ ہر اک لخت جگر اور اشک اخگر ہی

نہ کیونکر فرخ ہو جاؤن سحر کو وصل کی شب مین
مؤذن کی زبان پر ورد ان اللہ اکبر ہی

رخ پر نور کے پرتو سے ترے کوچے میں دن
ہر اک ذرے کے آگے ذرہ ساں خورشید محشر ہے

یقین تمکو نہ آئے اضطراب دل کا گر میرے
ذرا سینے پہ رکھکر ہاتھ دیکھو کیسا مضطر ہے

کبوتر سے ہمنے لوٹن وان جو بھیجا یہ اشارہ تھا
کہ تیرے واسطے دل لوٹتا شکل کبوتر ہے

غزل پڑھکر سناؤ اُس میں میں اور تم دو
تمہارا ایک مدت سے یہی معمول اکثر ہے

ہماری خاک کی بربادیٔ گی دی جو صرصر ہے
شکایت اوس سے کیا دل دیدۂ تر سے مکدر ہے

تمہاری سرد مہری سے جو ٹھنڈی سانس لی ہمنے
تو یخ جون قرص کافوری بنا خورشید محشر ہے

بگولے کیطرح جوش ہوای عشق سے ہر دم
پڑا پھرتا ہون جنگل میں مرے پانو نکو چکر ہے

نہین ملنے کا تیرے سے او آئینہ رو ہرگز
تری دہلیز کا پتھر مجھے تخت سکندر ہے

ملے غیروں سے تم ہم لٹھ گئے اک جور پیکر
نہین شکوہ کسیکا کچھ کہ اب جھگڑا برابر ہے

کرو خندیدگی سے تم نہ وا یاقوت لب اپنا
مقابل لعل ہو کیا خاک وہ اک لال پتھر ہے

جو یون ہی رہتے ہو روٹھے نہین بنتے کسی صورت
تو کہا کر رہو جان دیتا ہون میرا خون تمپر ہی

خدا نے کر دیا ہی موم تمکو حق مین غیرونکے
دل نازک تمہارا پر مری جانب سے پتھر ہی

مطول تھا یہ غم دل کا لکھا گو مختصر کرکے
مگر خنجر فلک سے پھر بھی طولانی یہ دفتر ہی

جگائے اونسے ایسے فتنۂ خوابیدہ امان سے
کہ کمتر جس سے آنکھونمین ہماری شور محشر ہی

ق

کہا مین نے یہ تیرے عشق مین ہی اضطراب دل
کہون سیماب اسکو یا کوئی بسمل کبوتر ہی

تو سینے پر مرے دست نگارین رکھکے یون بولا
کہان ہی دل ترے سینے مین جو بیتاب و مضطر ہی

تری باتونمین کچھ بیشک بناوٹ پائی جاتی ہی
رہے کب بیقراری بر مین جسکی مجسا دلبر ہی

کلام اب کیون نہو دولہ کا اخلاق جہانگیری
اسے خلق حسن کا یاد دفتر بسکہ از بر ہی

بخت نخل بار ور سان یان ملا ہی کب مجھے
مین کرون احسان جسپر دے وہی ایذا مجھے

بن ترے گھٹتا ہی دم ہوتا ہی یان سودا مجھے
ہی دھوان نار سقر کا سایۂ طوبی مجھے

جون بگولا خاک سے ہی وان مجھے نشو و نما
کیا موافق ہی ہوای دامن صحرا مجھے

کیا قد بالا کی شوخی مین کہی دن گوریان
ہی قیامت کیطرح کرتا تہ و بالا مجھے

اوس دہن کے ہون تصور مین یہ بے نام و نشان
تھک رہا ہی لامکان تک ڈھونڈھکر عنقا مجھے

مجھسے خاطر تمین نہین ملتا ہی وہ اغوش سے
یعنی کچھ کہنے نہ پائے پاکے یہ تنہا مجھے

ہوگیا فرط تپش سے مین بھی تمثال آفتاب
تیرے یکتائی کے عالم نے کیا یکتا مجھے

غم سے اوس پردہ نشین کے کسکو مین واقف کرون
آپ ہی حال اپنا کچھ نہین کھلتا مجھے

یہ تو مین کیونکر کہون تم ہو رہو میری آگے
فخر ہی میرا اگر تم کر رکھو اپنا مجھے

ناز برداری نے پھر دل مین کیا میری فروغ
اوسکی خوش آنے لگی پھر رنجش بیجا مجھے

اور بھی اشعار اب ذوق سناتا ہی تجھے
آفرین اپنے لب جانبخش سے فرما مجھے

ہاتھ دہوتے تو نظر آیا لب دریا مجھے
ہی حباب بحر پروہم ید بیضا مجھے

کیون ذرا سی بات پر تمنے کیا رسوا مجھے
کہہ دیا ہوتا بلا کر کان مین تنہا مجھے

عالم مار سیہ موجون نے دکھلایا مجھے
زلف کا عالم جو یاد آیا لب دریا مجھے

اپنی مژگان مین چھپایا چشم کو تیرے بغیر
تا نظر آئے نہ کوئی صورت زیبا مجھے

بھولکر جانے لگا مین اور جانب کو جو رات
دل نے آگے بڑھکے رستا اوسکا بتلایا مجھے

آشنا ظاہر مین اور باطن مین بیگانہ صفت
تمنے در پردہ جلا کر خاک کر ڈالا مجھے

فخر کافی ہے مجھے اہل جنون مین اسقدر
لوگ کہتے ہین تری زلفونکا دیوانا مجھے

آنکھ پھر جاتے ہی اوسکی ہوگیا بیہوش مین
گردش چشم بتان ہے ساغر صہبا مجھے

جسطرح اوس سے خفا ہون یون ہی رہنے دو ذرا
تا منائے آکے خود وہ شوخ بے پروا مجھے

بیقراری سے مین خود قدمون پہ اوسکے جا گرون
اے دل مضطر تو اس رتبے کو اب پہونچا مجھے

کردیا بیرحمی دلدار نے دولہ یہ حال
آپ اپنے حال پر آتا ہے اب رونا مجھے

دام مین پھر زلف پیچان کے پھنسایا آپنے
آہ کیا روز سیہ ہمکو دکھایا آپ نے

چاند سا مکھڑا جو شب اپنا دکھایا آپنے
ماہ کو حلقہ بگوش اپنا بنایا آپ نے

آپنے نامِ خدا اچھا چلن سیکھا ہے یہ
دل چرایا میرا پھر جی بھی چرایا آپنے

چھٹ گیا یکبارگی دامانِ صبر و اختیار
ہاتھ سے جبر جو نہین دامن چھوڑایا آپنے

طاق نسیان پر رکھا کرتے ہو یون عاشق کو ہائے
صاف میری یاد کو دلسے بھلایا آپنے

کر لیا اپنا جو تمنے مجکو مین ممنون ہون
جا بجا کے پھرنے سے اچھا بچایا آپنے

دلکو مجھسے توڑکر اپنا اوسے بندہ کیا
آہ ایسے آشنا کو یون چھوڑایا آپ نے

پتلیونکی طرحسے آنکھومین پھرتے ہین آپ
ہی یقینی گو مہر دل کو چرایا آپ نے

چھوڑتا ہی کب تجھین یہ بندہ حلقہ بگوش
طوق سودائی کو اپنے کیون پہنچایا آپنے

مجھسے ہر اک بات مین رنج و خلش تھی روز و شب
قتل مجکو کر کے کیا جھگڑا چکایا آپنے

اک غزل و ولا انی صاحب کی سناؤ اور بھی
اسمین تو انداز استادی دکھایا آپنے

میرے ملنے سے وہان جو تھہ اوٹھایا آپنے
حلقۂ ماتم مین یان مجکو بٹھایا آپنے

شب کو خلوت مین اگر مجکو رولایا آپنے
غم نہین جب صبحدم آکر منایا آپنے

کیا تعجب ہی نیقالیان بھی گر ہون شکر
جو لب نی سے لب شیرین لگایا آپنے

اشک حسرت کیطرح چشم جہان سے گر پڑا
اپنے عاشق کو جو نظرون سے گرایا آپنے

صاف نامہ مین یہ لکھہ بھیجا کہ مین آتا نہین
واہ کیا حرف تمنا کو مٹایا آپنے

کہتے ہو رو رو کے تو کرتا ہی کیون رسوا مجھے
خوب چشم خشک پر طوفان اوٹھایا آپنے

طوق اور بیڑی ہوئی منت کی اس دیوانے کو
طوق و زنجیر اپنے ہاتھون سے پنہایا آپنے

ق

بخت برگشتہ ہوا ہی اندنون سیدھا مرا
بے سر و پا دیکھکر جو رحم کھایا آپنے

کیون نہ ملبوس سلیمان سے ہو مجکو ننگ و عار
اوترن اپنے جسم کا مجھکو پنہایا آپنے

بدہیان پہنائین سہرا سر پہ باندھا شوق سے
عطر مین پہلے اوسے لیکر بسایا آپنے

وصل کی امید رکھتا ہی جہانگیر آج تو
اپنے ہاتھون سے جو دولہا بنایا آپنے

دم قتل اپنی گردن کب بتون نے پیر پھرتی ہی
لٹ ہے قسمت گلے پر جو تری شمشیر پھرتی ہی

نہین آتا ہی خط تیرا یہی ہی سرنوشت اپنی
کہ پھیرے سے کہین تدبیر کے تقدیر پھرتی ہی

لڑائی آنکھ کب مینے سر محفل تھی یون تجھسے
جو مجھسے آنکھ اُنکا لطف بے تقصیر پھرتی ہی

نہ ہر موی مژہ کسطرح شمع طور بنجائے
مری آنکھون مین تیری چاند سی تصویر پھرتی ہی

زمین پر جو پہنچا مرا شور جنون تا عالم بالا
تو مجکو ڈھونڈھتی وان تک کی زنجیر پھرتی ہی

ملا رتبہ ہمین یہ بعد مرنے کے نصیبون سے
جو اپنی خاک اوس ظالم کی دامنگیر پھرتی ہی

غریق بحر عشق زلف کب ہی قید سے فارغ
فنا کے بعد ہر موج کی زنجیر پھرتی ہی

عذاب قتل سے بڑھکر یہ ہی تعذیب مقتل مین
کہ مجھسے آپ کی چتون دم تکبیر پھرتی ہی

رقیب اوس بزم مین ہو معزز خاکساری سے
تو مٹی مین ملی مردونکی سب توقیر پھرتی ہی

تامل سے تکلم چاہیے ہر جا عقیلون کو
کہ جب لب سے ہوئی باہر کہان تقریر پھرتی ہی

میسر ہوگئی ہی خاک پائی یار جو ہمکو
نگہ اپنی کہان اب جانب اکسیر پھرتی ہی

سوالِ وصل پر بولا یہ قاتل کھیلتی ہر دم
اجل سر پر ترے اے واجب التعزیر پھرتی ہی

کہین طفلی مین تجکو اک نظر دیکھا تھا دولہ نے
تو اب تک اوسکی آنکھون مین ہی تصویر پھرتی ہی

قصیدہ

جو وصفِ نورِ سراپای یار ہی تحریر
تو شاخِ کلک مین ہی شمع طور کی تنویر

شکن جو ماتھے پہ اوس بحرِ حسن کے ہین نمود
تو موج لجۂ خوبی اوسے کرین تعبیر

بھوین وہ ایسی کہ دیوانِ حسن کا مطلع
نہ ماہِ نو ہو مقابل نہ قوس نی شمشیر

خرد نہ اوس صفت مژگان سے ہو وے کیون حیران
یہ نیزہ ہین کہ یہ خنجر ہین سنہ ہین یا تیر

فسون ہی سحر ہی جادو ہی فتنہ ہی وہ چشم
کہ اک اشارے مین کر لے جہان کو تسخیر

اگرچہ دیکھنے مین تو ہی محوِ شرم و حیا
ولیکن آفتِ جان ہی وہ اوسکی چشم شریر

وہ ناک حسن کی ناک اور کان کان لطف
قلم سے خال کا وصف ایک تل نہ ہو تحریر

لکھون گا کیا مین فروغ تجلی رخسار | ہی مہر جس سے خجل منفعل ہی بدر منیر
وہ اوسکا چہرہ پرنور ہی اگر مصحف | تو خط ہی اوسکا کلام مجید کی تفسیر
ہی اوسکا سیب ذقن قوت دل بیمار | غلط ہی بلکہ جبین مُردے اوس سے بے تاخیر
دہن ہی نقطہ موہوم سے بھی تنگ ایسا | ہی جسکی تنگی احوال عاشقان تعبیر
چمک وہ دانتونکی اور اونپہ ہی مسی کا رنگ | ہی طرفہ موتیون پر لاجورد کی تحریر
لب مے سے تشبیہ دین جو اوس لب کو | تو ہی یہ مذہب عشاق مین گناہ کبیر
نمود چاہ زنخدان مین وہ لطافت ہی | کہ جسکے سامنے زمزم کی کچھ نہین توقیر
وہ گردن اوسکی کہ ہین جسپہ ذہین لاکھون | برابر اسمین ہی تقصیر وار و بی تقصیر
کہین جو ساعد و بازو کو شاخ گل کی شبیہ | ہو وہ گناہ کہ جس سے ہو واجب التعزیر
وہ اوسکے دست نگارین ہین جنکی خوبی سے | خفیف پنجۂ مرجان خجل ہی صاف حریر
وہ اوسکی ادبھری چھنگلی کا تا قبت جان ہی | کہ جس سے دست بدل ہووے عاشق دلگیر

ہی سینہ برگ گل یاسمین سے نازک تر — پسینہ مین نہ بہلا کیون ہو عطر کی تاثیر

وہ نازک اوسکی کمر ہی کہ جسکے مضمون کو — ہزار فکر کرے پر نہ سمجھے کوئی بہ بیر

شکم تو بحر لطافت ہی ناف ہی گرداب — ہین غرق جسکے تعشق مین سب صغیر و کبیر

وہ ران نرم و گداز اوسکی ہی کہ دیکہہ جسے — نہ صبر آئے کسیطرح سو کرین تدبیر

جو اوسکی ساق سے دعوی نور شمع کرے — تو کاٹ لیوے زبان اوسکی بس وہین گلگیر

جو مہر و ماہ سے تشبیہ دین کف پا کو — تو واصفونکی زبان قلم کی ہی تقصیر

تو بے نظیر ہی ثانی نہین کوئی تیرا — کہ تیرے ناخن پا مین ہی شان بدر منیر

زمین نقش پہ پس قدم اوسکا سہل مت جانو — یہ سکہ وہ ہی کہ لاکھون ہوے ہین جسپہ فقیر

جو خاک پا تری ہاتہ آئے کیمیا گر کے — ملا دے خاک مین اپنی وہ لیکے سب اکسیر

میانہ قد ہی ترا باغ حسن مین وہ نہال — کہ جسکے سامنے ہین پست سب طویل و قصیر

لکھون مین مطلع برجستہ اوسکی خوبی مین — کہ دونون جسکے ہون مصرع بسان ناوک تیر

کیا خدا نے والشتے شاہِ حسن مہر سپہر — گناہ ہووے جو یوسف کو کہے اوسکا وزیر

جو کوئی دوسرا دعوی کرے یہ کیا مقدور — تمام مملکتِ حسن اوسکی ہی جاگیر

نگاہ تیز ہی اوس شوخ کی وہ آفتِ جان — کہ جس سے بچ نہین سکتا کوئی فقیر و امیر

ہوا ہین اوسکی ہون شکلِ پتنگ سرگردان — ہوا ہون رشتۂ الفت اوسکے مین بھی اسیر

جو اے نسیم تو ہو باریاب اوس گل تک — ق تو کہیو میری طرف سے کہ او بتِ بے پیر

زبسکہ آتشِ فرقت کی تیری ہی سوزش — تو مجکو سایۂ طوبی بھی ہی بسانِ سعیر

پیام بھیجے تو الطاف کا جو اپنے مجھے — ق وہ مجکو ایسا ہی یوسف کا جسطرح سے بشیر

جو ناخوشی کا تری دیتا ہی پیام سنے مجھے — تو کیون نہ بندے کے حق مین ہو وہ رسولِ نذیر

سکھایا کسنے کہ عاشق کو یون ہی کہنا خوش — بتا تو کون ہی تیرا اصلاح کارِ مشیر

ترے فراق مین لینا ہی سانس بھی دشوار — ہر ایک دم ہی مرے دم مین اب دمِ تکبیر

جو سوئے آکے تو ای ماہ بر مین دولہ کی — تو عاشقون مین چمک جاے اوسکی بھی تقدیر

ایضاً

صباح خسرو خاور تخت زر افشان / جو بیٹھا شور اوٹھا اک بچار سوی جہان

ہوا مین سب ہین بیدار خواب غفلت سے / کھلی جو آنکھ تو تھا عیش کا عجب سامان

صدای بربط و نے اور ندای نوشانوش / ہر اک طرف سے چلے سنکے پیر اور جوان

بسان غنچہ کوئی کر رہا تبسم ہے / برنگ گل ہے کوئی باغ باغ اور خندان

صدای عیش و طرب تا بہ آسمان ہے بلند / غم و الم کا جہان مین رہا نہ نام و نشان

لباس سرخ و شہانہ ہے بر مین ہر اک کے / شگفتہ روئی سے مانند گل ہین سب شادان

ستار و چنگ و رباب و نے و دف و قانون / تھے بجتے ایسے کہ زندہ ہون جس سے پیر و جوان

وہ گائنین تھین کہ زہرہ و مشتری ہون خجل / الاپ سننے سے جنکی ملک ہین حیران

ہر اک طرف تھا محیط فرح کا جوش و خروش / غرض کہ عیش و خوشی کا تھا ہر طرف سامان

کہا یہ دیکھکے مین نے کہ ہے یہ عید کا دن / کہ جس سے رشک کرے جشن قیصر و خاقان

ودے بعید ہی یہ اسطرحکا عید مین لطف ۔۔۔ کہ بن رہا ہے طلسم عجب تمام جہان

کہا سروش نے تب یون تو کیون ہی حیرت مین ۔۔۔ خبر بسنت کی بھی کچھ سے کھے ہی ای نادان

یہ روز عید نہین بلکہ روز شادی ہی ۔۔۔ کہ مہر و ماہ کا بیت الشرف مین ہوگا قران

سحر یہ عید کی بھی طعنہ زن ہو آج کی صبح ۔۔۔ شب برات پہ ہی رات آج کی خندان

وہ کون شخص ہے یعنی امیر ابن امیر ۔۔۔ ملک خصال و فلک رتبہ و عظیم الشان

پڑہے ہو نمین شان مین اوسکی وہ مطلع نو طرز ۔۔۔ کہ جسمین دبدبہ و شوکت اوسکی ہوئے بیان

اسد علی ہی وہ شیر خدا جری زمان ۔۔۔ کہ جسکے نام سے ہو قبض روح شیر ژیان

علو شوکت و ہمت مین ہی سلیمان شان ۔۔۔ ہین اوسکے در کے گدا قیصر و جم و خاقان

وہ عقل و ہوش و خرد مین ہی صورت لقمان ۔۔۔ سخا و جود مین بے شبہ حاتم دوران

وہ اوسکی ہیبت شمشیر ہی کہ جسکی کبھی ۔۔۔ نہ تاب لا سکے رستم سا پہلوان زمان

پشنگ شنگ مظفر فر و مؤید ید ۔۔۔ عماد عالم و مہر عطا مہ احسان

سر سران جہان و سوار ساعد ملک | اساس طارم اسلام و بانی ایمان
فلک سریر ہی وہ عرش رتبہ کیوان جاہ | سماک رتبہ اسد حملہ و ہلال نشان
کوئی کسی پہ تعدی کرے یہ کیا ممکن | کہ مور تک بھی نہین ظلم بار سے نالان
صلاح خلق و فلاح جہان و رونق عدل | مدام رہتی ہی مد نظر عیان و نہان
بیان سخاوت و بخشش کا اوسکی کیا ہووے | کہ بے زبان ہوئی کلک زرنگار کی آئین زبان
جہان مین نہین باقی کوئی وضیع شریف | عطا سے جسکی جو رکھتا نہو در و مرجان
جہان سے فقر گیا اوٹھ زمانے مین اوسکے | جہان تمام زر و سیم سے ہی پر دامان
ذکا و ذہن کا اوسکے لکھون مین کیونکر وصف | کہ جسکے آگے ارسطو ہی طفل ابجد خوان
وہ نکتہ فہم و دقیقہ شناس و مضمون رس | کہ عقل فلسفی آگے ہی جسکے سرگردان
ہی اوسکے ناخن یمین بند و بست ہفت اقلیم | وہ جسکا ضبط ممالک مین ہی فرید جہان
سیاست مدنی مین ہی اوسکو ہی ملکہ | کہ اوسکے سامنے ہی پیر خرد بھی ہی نادان

غرض کہ وصف تو اوسکے تمام کب ہووین
کہان تلک کرے لا انتہا کا کوئی بیان

بس اب یہی ہے مناسب کہ ہوجیے خاموش
جو اوسکا وصف لکھے تو کہان ہے تیری زبان

کلام ختم کر اب حق سے یہ دعا کر تو
الہی قائم و باقی ہے جب تلک یہ جہان

حوادثات زمانہ سے اوسکو امن مین رکھہ
رہے شگفتہ گل عمر اوسکا ای سبحان

یہ اوسکی شادی مبارک ہوا اور ہمین بھی
نیازمند ہین ہم اوسکے مورد احسان

اور اوسکی ذات سے مخلوق منتفع ہو تمام
رہے مدام خور جود اوسکا بس تابان

تباہ و خوار ہون دشمن جو اوسکے ہون یا رب
ہمیشہ دوست جو اوسکے ہین وہ رہین شادان

یہ اوسکا حشمت و اقبال ذرا فزون ہو
بر آئین اوسکے خدایا مقاصد دو جہان

اگرچہ مین تو جہانگیر فن شعر مین ہون
جو اپنا وصف کرون ہیچ تو کب ہے شایان

اگرچہ دولہ کے سر پہ ہے سہرا اس فن کا
پسند عام یہ اشعار ہون تو کہیے کہ ہان

مخمس

گھر تنگ کسی عنوان اب آنے نہین دیتا
آرام کسی جا ب مجھے پانے نہین دیتا
گھر اور جگہ مجکو بنانے نہین دیتا
کوچے سے ترے دل مجھے جانے نہین دیتا
اسباب سفر یاس سے اوٹھانے نہین دیتا

اب کیجے بیان جو زمانے کے کہان تک
ہو کس سے بیان مجکو ملے رنج جہان تک
دل چھین لیا لینے کو موجود ہی جان تک
ہی رشک فلک کو مری اوقات پہ یان تک
غم کھاؤن تو غم بھی ب مجھے کھانے نہین دیتا

گر در آکے پھرے کوئی نہ قدغن یہ ہوا ہی
دل اونمین اقامت کرے مقدور یہ کیا ہی
بندش وہان آگے سے کچہ اب او رسوا ہی
شانہ نے زبس اونکو اجاڑے مین لیا ہی
زلفون کو تری ہاتہ لگانے نہین دیتا

ایجان تجھے بیرخی و نفرت جو سکھائے
اور آتش فرقت سے مرے جیکو جلائے

جون برق جلے خود بھی وہ آرام نہ پائے | یا رب کہ شتاب اوسکے اجل سامنے آئے

جو تجکو مرے سامنے آنے نہیں دیتا

رہنا تو گوارا ہی نہین مجکو وطن مین | ہے جی مین کہ بیساختہ پھریئے کسی بن مین

ثابت نہ رہے تار گریبان مرے تن مین | کہتے ہین کہ پھر فصل گل آئی ہے چمن مین

کیون دست جنون دھوم مچانے نہیں دیتا

کیا جان کسی شخص پہ دیوے کوئی سو جو | معشوقون کے فقرون سے توقع کہو کیا ہو

خود شمع وگل لائے یہ ممکن نہین اب تو | دشمن ہی یہانتک کہ نسیم او صبا کو

تربت پہ مری پھول چڑھانے نہیں دیتا

وحشت کی کہون کیا کہ ہین یار آن وقتین جو جو | کہہ ضبط کہانتک کرین بس تھک گئے ہم تو

دولہ کی تجھے دوستی کا پاس اگر ہو | ای مصحفی سمجھا تو ہی اس دست جنون کو

مجکو یہ گریبان سلانے نہیں دیتا

ایضاً

کیا درخشان صورت خورشید حسن یار تھا
جسکے آگے ذرہ سان مہتاب پر انوار تھا

بسکہ حیران اوسکے در پر دیدۂ نرگس وار تھا
اسقدر محو تماشای رخ دلدار تھا

حلقۂ چشم اپنا اوسکا روزن دیوار تھا

وہ نہ آیا تھا تو گھر بالکل خراب خوار تھا
مجکو اوس بن کاٹے کھاتا سایۂ دیوار تھا

مدد پر ہمنشین یہ طالع بیدار تھا
رونق افزا یان جو گل وہ غیرت گلزار تھا

کلبۂ احزان یہ رشک خانۂ عطار تھا

ایک مدت منہ دکھانا تک کا بھی انکار تھا
برسر الفت ذرا وہ جب دل سے یار تھا

دیکھنا اوسکا جھروکو مین سے جو اقرار تھا
اسلیے تکتا مین سوی روزن دیوار تھا

آج میرا اوسکا وعدہ دیدار تھا

کاہ سان بیقدر تھی ای ہمنشین تجھے تھا کون
سنگ پر گھستی تھی گو اپنی جبین تو پہ تجھے تھا کو

خون دل پیتی تھی ہوا اندوہگین تو پونچھے تھا کون
سخت جا گئے ہین حنا کے اب نہین پونچھے تھا کون
زیر پای یار جب یہ دیدہ خونبار تھا

اب طبیعت سخت گھبرائی ہی کیا ہو دیکھیے
شام آفت جسم پر چھائی ہی کیا ہو دیکھیے
سر پہ اک کالی بلا آئی ہی کیا ہو دیکھیے
اب اسیری زلف کی بھائی ہی کیا ہو دیکھیے
چشم جانان کا تو اک مدت سے مین بیمار تھا

رات کو دروازہ اوسنے بند جو کروا دیا
زیر دیوار اپنے ضعف دل نے بٹھا دیا
نارسائی کے قلق نے کیا بس مجھے گھبرا دیا
ہوئے صرصر کا بھلا مجھ زار کو پہنچا دیا
ورنہ بام یار تک اک نردبان درکار تھا

ہم جدا اوس سے ہوئے تھے اسکا ماتم ہمکو تھا
نیلگون اپنا کفن تھا اسلیے بعد فنا
وہ جو آ پہونچا تو پھر طرفہ ہوا یہ ماجرا
پڑتے ہی لاشے پہ عکس اوسکا سنہری رنگ تھا
بزم مین گلگیر گویا مرغ آتشخوار تھا

درد فرقت سے کہان تھی مجکو امید حیات
ایک چھوٹی سی تمنا پر ہوا صید حیات
چلگیا مجہ سادہ دل کا آہ یہ کہکر حیات،
وصل کی امید مجکو ہو گئی قید حیات

ورنہ میرا ہجر مین جینا بہت دشوار تھا

موت کے اسباب یارب زخم اپنے ہو گئے
مندمل دل کے بھلا کب زخم اپنے ہو گئے
صورت زخم جگر اب زخم اپنے ہو گئے
اوسکے پڑتے ہی ہرے سب زخم اپنے ہو گئے

عکس خط یار گویا مرہم زنگار تھا

تھا قریب آسان ہوجاتی مری مشکل گھڑی
طوق گردن مین پڑا اور ہاتہ مین تھی ہتکڑی
لائے مقتل مین مجھے زنجیر پاؤن مین پڑی
تھی نزاکت اوسکی تیغ خون کی میرے جسگھڑی

مین جھکا سر تھا وہ کھینچے ہوئے تلوار تھا

چھوڑ مسجد آج جو بتخانے کی جانب چلے
اس بناوٹ سے ہم اوسکی سخت حیران ہو گئے
صندل و سیندور تھا ہاتھون مین قشقہ کے لیے
کردیا زاہد کو کیا کافر بتون کے عشق نے

جامی تسبیح آج گردن میں پڑا زنار تھا

کسطرح اہل جنون میں ہو نہ جائے اپنی دھاک
جون بگولا رات دن مجھکو اوڑاتا سر پہ خاک
وادی پر خار میں پھرتا رہا بیخوف و باک
جب گریبان سے ہوئی فرصت کیا دامن کو چاک
ایک لحظہ بھی نہین دست جنون بیکار تھا

ہو گئے دو لے سے وہ آکر جو باہم ایک شب
دشمن جانی تھا وہ اوسکو گوارا تھا یہ کب
ہجر کا جاتا رہا دل سے یہان رنج و تعب
غیر نے آخر حسد سے داغ کیا کھائے عجب
دستِ گلِ خوردہ مرا اوسکے گلیکا ہار تھا

ایضاً

کیا منہ ہے کہ طاؤس کرے ناز پھبن کا
وہ طالعِ بیدار ہے مجھ کاستہ تن کا
نقشہ اوسے دکھلاوے اگر اپنے بدن کا
بوسہ جو لیا خواب مین اک غنچہ دہن کا
داغون مین ہے عالم مرے گلہاے چمن کا

۱۳۳۴۷۱۸۹۱ ن - ر

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۲۱۶۷

۱۳۱ ۸۹۱ د ن - د

دیوان دولہ

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و گزیٹڈ عہدہ داران جامعہ اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ طلبائے ... رجسٹر شدہ دو کتابیں بی اے اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ تین کتابیں ایم اے، ال ال بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔

۵۔ نشان زدہ کتابیں اگر جاری کی جا سکیں گی مگر اس عرصہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط